موجودہ وقت میں تحریک جدید میں شامل ہو کر زیادہ سے زیادہ خدمت دین کرو تا خدا تعالیٰ کے سامنے بھی سُرخرو ہو جاؤ اور آئندہ نسلیں بھی تمہارا نام عزت سے لیں۔

(فرمودہ 23 جنوری 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''تحریک جدید کے وعدوں کی میعاد میں جو پاکستان کے لیے ہے ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے۔ غالباً میں نے ہندوستان اور بیرونی ممالک کے لیے کسی تاریخ کا اعلان نہیں کیا تھا۔ لیکن اس سال بھی وعدوں کے لیے آخری تاریخ وہی ہے جو پچھلے سالوں میں مقرر تھی۔ یعنی ہندوستان اور مشرقی پاکستان کے لیے اپریل تک کی میعاد ہے اور جون تک دوسرے ممالک کی میعاد ہے۔ مثلاً امریکہ ہے، انڈونیشیا ہے، ویسٹ افریقہ ہے جن میں ہماری زبان بولنے والے نہیں پائے جاتے یا ہمارے ملک کے افراد کم ہیں۔ چونکہ اب صرف ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے اس لیے جماعت کو میں پھر تحریک جدید کے وعدوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آج قریباً دو ماہ ہو گئے کہ یہ تحریک ہوئی تھی۔ شروع شروع میں جس طرح وعدے آئے تھے۔ اُن سے پتا لگتا تھا کہ جماعت اپنی ذمہ داری کو خوب سمجھ رہی ہے اور اپنے فرض کو ادا کرنے کی طرف متوجہ ہے۔ لیکن جلسہ کے قریب آ کر وعدوں کے آنے میں سُستی ہو گئی اور

شاید گزشتہ انیس سال کے عرصہ میں یہ پہلی مثال ہے کہ اِس وقت تک گزشتہ سال جتنے وعدے آ گئے تھے اِس سال اس سے تیس ہزار کے وعدے کم ہیں۔ اس میں کچھ حصہ تو وہ ہے جس کا پاکستان کی انجمن سے تعلق نہیں۔ یعنی وہ ہندوستان کے وعدے جہاں سے پچھلے سال بائیس ہزار اور کچھ سو کے وعدے آئے تھے اور اس سال بارہ ہزار اور کچھ سو کے وعدے آئے ہیں۔ چونکہ یہ رقم وہیں وصول ہوتی ہے اور وہیں خرچ ہوتی ہے اس لیے ممکن ہے کہ وعدوں کے بھیجے جانے میں پوری توجہ نہ دی گئی ہو یا جماعتیں یہاں وعدے بھیجنے کی ضرورت نہ سمجھتی ہوں۔ لیکن ہندوستان کے وعدوں کو چھوڑ کر پاکستان اور غیر ملکوں سے اِس وقت تک جتنے وعدے آ جاتے تھے اِس سال ان میں بھی بیس ہزار کی کمی ہے۔ سابق دستور کے مطابق بجائے اس کے کہ ہر سال وعدوں میں زیادتی ہوتی اِس سال وعدوں میں کمی واقع ہوگئی ہے۔

تحریک جدید کا دفتر جو دفترِ دوم کہلاتا ہے وہ اگرچہ اب ہمیشہ کے لیے ہے لیکن نام اس کا دفتر دوم ہی رہے گا۔ کیونکہ جب اس دفتر کا آغاز کیا گیا تو اس کا نام دفتر دوم ہی رکھا گیا تھا۔ اب آئندہ لوگ اس دفتر میں شامل ہوں گے۔ صرف یہ ہوگا کہ ہر شخص کا کھاتہ الگ الگ ہوگا اور اس میں درج ہوگا کہ اس نے کس وقت سے کس وقت تک اشاعتِ اسلام میں مدد دی ہے۔ ممکن ہے کہ بعد میں بعض اَور ذرائع بھی استعمال کئے جائیں کہ ان لوگوں کے نام یادگار کے طور پر محفوظ کر لیے جائیں جنہوں نے اشاعتِ اسلام میں مدد دی۔ لیکن جیسا کہ میرا ارادہ ہے 19 سال کے پورا ہونے پر جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے (اگرچہ یہ چندہ جاری رہے گا۔ لیکن جن لوگوں نے اِس وقت تک اِس تحریک میں حصہ لیا ہے۔) اُن کے نام ریکارڈ میں محفوظ کر لیے جائیں۔ میرا ارادہ ہے کہ انیس سال کے اختتام پر ایک رسالہ شائع کیا جائے اور اس میں ان سب لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ جنہوں نے اشاعتِ اسلام میں انیس سال تک مدد دی۔ اور پھر وہ رقم بتائی جائے جو انہوں نے اس تحریک کے ماتحت اشاعتِ اسلام کے لیے دی۔ اس طرح آئندہ بھی اس رنگ میں مختلف اوقات پر مختلف طریقے استعمال کیے جائیں گے۔ جن سے ان لوگوں کے نام بطور یادگار محفوظ کر لیے جائیں گے تا بعد میں آنے والے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں اور ہم آئندہ آنے والوں کے سامنے ان لوگوں کی مثال پیش کر سکیں۔ لیکن یاد رکھو یہ چندہ عمر بھر کے لیے ہے اور یہ تحریک ہمیشہ جاری رہے گی۔ بلکہ ہماری فطرت اور ہمارے ایمان کو اس سے انکار کرنا پڑے گا، اس چیز کو ناپسند کرنا پڑے گا کہ کسی وقت بھی یہ چندہ ان سے

جاتا رہے اور کہا جائے کہ آئندہ تم سے یہ چندہ نہیں لیا جائے گا۔جس طرح ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے، ہم اس کا خیال بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص ہماری طرف یہ بات منسوب کرے۔ بلکہ ہم اسے بُرا مناتے اور گالی تصور کرتے ہیں کہ کوئی ہمیں کہے کہ تم کسی وقت جا کر باوجود صحت اور طاقت کے روزہ چھوڑ دو گے۔جس طرح ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ہم یہ سننے کی برداشت نہیں کرتے کہ کوئی کہے کہ باوجود اس کے کہ تمہارے پاس مال ہوگا لیکن کسی وقت جا کر تم زکوٰۃ نہیں دو گے جس طرح ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ہم یہ سننا برداشت نہیں کرتے کہ کسی وقت جا کر ہم باوجود طاقت اور قوت اور مالی وسعت کے حج نہیں کریں گے۔جس طرح ہم یہ سننا پسند نہیں کرتے کہ کوئی کہے ایک دن ایسا آئے گا جب تم سچ کو چھوڑ دو گے۔جس طرح ہم یہ نہیں سُن سکتے کہ کوئی شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے کہ کچھ دنوں کے بعد یا دس بیس سال کے بعد تم دیانت چھوڑ دو گے۔جس طرح ہم یہ نہیں سن سکتے کہ ہمارے متعلق کوئی کہے کہ پندرہ بیس سال تک تو تم عدل وانصاف سے کام لو گے لیکن اس کے بعد تم عدل وانصاف کو چھوڑ دو گے اور تم ظالم بن جاؤ گے۔اسی طرح ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے، ہم یہ بھی سن نہیں سکتے کہ کچھ عرصہ تک تو ہم پر جہاد جس رنگ میں بھی وہ اس زمانہ میں ہم پر فرض ہے واجب رہے گا اور پھر ہمیں معاف ہو جائے گا اور ہم اسے چھوڑ بیٹھیں گے۔اگر ہمیں روٹی کھانا معاف نہیں ہو سکتا، اگر ہمیں پانی پینا معاف نہیں ہو سکتا، اگر ہمیں کپڑا پہننا معاف نہیں ہو سکتا تو روحانی زندگی کے سامان کیسے معاف ہو سکتے ہیں۔

پس یہ تحریک ہے تو دائمی اور نہ صرف دائمی ہے بلکہ ہمارے ایمان اور اخلاص کا تقاضا ہے کہ یہ تحریک ہمیشہ جاری رہے۔جس طرح روٹی کھانا دائمی ہے۔خدا تعالیٰ نے ہم پر روٹی کھانا واجب نہیں کیا لیکن جب ہمیں روٹی نہیں ملتی تو ہم چِلّاتے ہیں، خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں کہ وہ ہمیں روٹی دے دے۔ہم یہ نہیں کہتے کہ بیس سال تک روٹی کھائی ہے اب کہہ دیا گیا ہے کہ تم روٹی نہ کھاؤ تو چلو چھٹی ہوئی۔ہمیں روٹی نہ ملے تو ہم اس پر خوش نہیں ہوتے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں کہ وہ ہمیں کھانا دے۔انجیل میں بھی یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے خدا! تُو ہماری روز کی روٹی ہمیں بخش۔[1] پس اگر ہمیں روٹی ملتی ہے تو ہم خدا تعالیٰ کے ممنون ہوتے ہیں اور اگر روٹی نہیں ملتی تو ہم متفکر ہوتے ہیں۔اور خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں، روتے ہیں،

چِلّاتے ہیں کہ وہ ہمیں روٹی دے۔ اِسی طرح اشاعتِ دین کی بھی ہمیں ضرورت ہے۔ اگر ہمیں اشاعتِ دین کی توفیق ملتی ہے تو ہم خدا تعالیٰ کے ممنون ہوتے ہیں اور اگر ہمیں اشاعتِ دین کی توفیق نہیں ملتی تو ہم شکر نہیں کرتے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں کہ اُس نے ہم میں کیوں ضعف پیدا کر دیا ہے۔ ہم دین کی خاطر کیوں اتنی قربانی نہیں کر سکتے جتنی قربانی ہم پہلے کرتے تھے۔ یہی ایمان کی ایک زندہ علامت ہے۔ اگر یہ علامت نہیں پائی جاتی تو سمجھ لو کہ ایمان بھی نہیں پایا جاتا۔

پس جہاں تک چندے کا سوال ہے میں اس کی نوعیت بتا چکا ہوں۔ بار بار بتانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ جن لوگوں نے پہلے نہیں سنا تھا وہ اب سُن لیں۔ اور پھر بسا اوقات سُستی اور غفلت ہو جاتی ہے اور دوبارہ بیان کرنے سے انسان کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ سستی اور غفلت کو ترک کر کے بیدار ہو جائے، اُسے اس طرف توجہ ہو جائے۔ لیکن ہمیں یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیے کہ بعض مراحل پر آ کر انسان کو خاص اخلاص اور جوش دکھانا پڑتا ہے۔ جب پہلی تحریک کے جتنے سال مقرر تھے ختم ہونے لگے تو جماعت نے غیر معمولی طور پر اُس سال وعدے کئے اور اتنے غیر معمولی طور پر کئے کہ بعد میں بھی وعدوں کی تعداد اُس حد تک نہیں پہنچی۔ اِسی طرح اب یہ انیس سالہ دَور ختم ہونے والا ہے۔ یہ غیر معمولی دَور ہے۔ اگرچہ ہم بعد میں بھی چندہ دیں گے لیکن یہاں وہ دَور ختم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہم السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اور دفتر اول والے کہلاتے تھے۔ یہاں ایک مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے میری تجویز ہے کہ 19 سال کے خاتمہ پر ان لوگوں کی قربانیوں کا ریکارڈ رکھنے کے لیے ایک رسالہ شائع کر دیا جائے تا لوگوں کے لیے ان کی ایک مثال قائم ہو جائے۔ شاید سردی کی وجہ سے جو اِن دنوں خاص طور پر پڑ گئی ہے جماعتیں اِس سال دیر سے وعدے لکھوا رہی ہیں اِس لیے وعدے گزشتہ سال کی نسبت کم آئے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں ان دنوں وعدے دوبارہ آنے شروع ہو جاتے تھے۔ لیکن اس سال جلسہ سالانہ کی وجہ سے وعدوں کی آمد میں جو روک پڑ جاتی ہے وہ برابر جاری ہے۔ اس کی وجہ سے بجائے اس کے کہ پچھلے سال سے اِس وقت تک زیادہ وعدے آ جاتے بیس ہزار کے وعدے کم آئے ہیں۔ اس لیے میں پھر جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وقت تھوڑا ہے تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور جلد سے جلد وعدے لکھواؤ اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرو۔ میں دفتر دوم والوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ اس سال دفتر دوم والوں کی کوشش ہے کہ دو اڑھائی لاکھ کے وعدے آ جائیں تا پنشن پانے والوں اور

وفات پا جانے والوں کی وجہ سے وعدوں میں جو کمی آ گئی ہے وہ پوری ہو جائے، اسی لیے دفتر دوم والوں کو بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیے اور اپنے وعدوں کو اس سال کم از کم دو اڑھائی لاکھ تک پہنچا دینا چاہیے۔

یاد رکھو کہ اِس وقت اشاعتِ دین کا کام تم ہی کر رہے ہو۔ تمہارے سوا اَور کوئی نہیں کر رہا۔ دنیا میں صرف تم ہی ایک جماعت ہو جو خدا تعالیٰ کے دین کے جھنڈے کو اٹھائے ہوئے ہو۔ تمہیں شکوہ ہوگا کہ تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں خارج از اسلام کہا جاتا ہے، تم ہی وہ لوگ ہو جن کے خلاف مولوی اکٹھے ہو کر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ لیکن یہ شکوہ کی بات نہیں اس سے تو تمہارے کام کی عظمت اور شان اَور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ایک شخص دین کی اس لیے خدمت کرتا ہے کہ اُسے اس کا بدلہ ملے گا۔ ایک شخص دین کی خدمت کرتا ہے اور اُسے اُس کا بدلہ نہیں ملتا۔ اور ایک شخص دین کی خدمت کرتا ہے اور اُسے نہ صرف اس کا بدلہ نہیں ملتا بلکہ الٹا اُسے جھاڑیں پڑتی ہیں، اُسے بُرا بھلا کہا جاتا ہے، گالیاں دی جاتی ہیں۔ تم دیکھ لو ان تینوں میں سے کس کا درجہ بڑا ہوتا ہے؟ آیا اُس شخص کا درجہ بڑا ہوتا ہے جو دین کی خدمت کرتا ہے اور اُسے اُس کا معاوضہ ملتا ہے؟ یا اُس شخص کا درجہ بڑا ہوتا ہے جو دین کی خدمت کرتا ہے اور اُسے اُس کا معاوضہ نہیں ملتا؟ یا اُس شخص کا درجہ بڑا ہوتا جو دین کی خدمت کرتا ہے اور نہ صرف یہ کہ اُسے اُس کا بدلہ ہی نہیں ملتا بلکہ اُلٹا اُسے جھاڑیں پڑتی ہیں، اُسے گالیاں دی جاتی ہیں؟ صاف بات ہے کہ جو شخص ان حالات میں خدمتِ دین کرتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ اُسے اُس خدمت کا معاوضہ نہیں ملتا بلکہ اُسے اُلٹا جھاڑیں پڑتی ہیں۔ اُسے گالیاں دی جاتی ہیں اُس کا درجہ ایمان اُس شخص سے بلند ہے جو خدمتِ دین کرتا ہے اور اسے اُس کا معاوضہ ملتا ہے یا خدمت کرتا ہے اور اُسے اُس کا معاوضہ نہیں ملتا لیکن جھاڑیں بھی نہیں پڑتیں۔ درحقیقت محبتِ کامل کا معیار ہی یہی ہوتا ہے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو غالباً ابراہیم ادھم تھے جن سے دوزخ اور جنت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا مجھے جنت اور دوزخ سے کیا غرض ہے۔ خدا تعالیٰ جہاں مجھے رکھنا پسند کرے گا میں رہوں گا۔ اگر وہ مجھے جنت میں رکھنا پسند کرے گا تو میں جنت کو پسند کروں گا اور اگر وہ مجھے دوزخ میں رکھنا پسند کرے گا تو میں دوزخ ہی کو پسند کروں گا۔ پس جو شخص قطع نظر کسی معاوضہ کے دین کی خدمت کرتا ہے بلکہ نہ صرف قطع نظر کسی معاوضہ کے دین کی خدمت کرتا ہے بلکہ اُسے معلوم ہے کہ اُسے بجائے کسی معاوضہ کے اُلٹا جھاڑیں پڑیں گی اور اُسے

گالیاں کھانی پڑیں گی لیکن وہ پھر بھی خدمت سے باز نہیں آتا وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے پیار کو جذب کرنے والا ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ جب قیامت کے دن سب لوگ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو انبیاءؑ کے بعد سب سے مقدم وہ شخص ہوگا جس کو دین کی خدمت کا نہ صرف یہ کہ معاوضہ نہ ملا بلکہ اُسے جھاڑیں پڑیں، اُسے گالیاں کھانی پڑیں لیکن وہ خدمت سے پھر بھی باز نہ آیا۔ اگر روزہ رکھنے والوں کے متعلق رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کہے گا کہ اُن کا معاوضہ میں ہوں2 تو یقیناً وہ لوگ جنہوں نے دین کی خدمت کی اور اس حالت میں خدمت کی کہ نہ صرف یہ کہ انہیں کوئی معاوضہ نہ ملا بلکہ انہیں جھاڑیں پڑیں، انہیں بُرا بھلا کہا گیا، انہیں گالیاں دی گئیں، انہیں واجبُ القتل قرار دیا گیا، انہیں اخراج عَنِ الْوطن کی دھمکیاں دی گئیں انہیں خدا تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا کہ اگر انسانوں کے پاس تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں تو تمہاری جگہ میری گود میں ہے۔ اور اگر انسانوں کے نزدیک تم واجبُ القتل قرار دیئے گئے تھے لیکن تم نے دین کی خدمت پھر بھی نہ چھوڑی تو تمہیں ہمیشہ کے لیے زندہ رکھنا مجھ پر فرض ہے۔

پس تمہارے لیے خدا تعالیٰ نے اس نعمت کے دروازے کھولے ہیں جس کے دروازے سینکڑوں سال سے دوسروں پر نہیں کھولے گئے۔ سینکڑوں سال گزر گئے اور دنیا اس نعمت سے محروم رہی۔ جب اسلام ترقی پر تھا اُس وقت اسلام کی خدمت کرنے والوں کی تعریف کی جاتی تھی اُن کی قدر کی جاتی تھی۔ لیکن آج جب اسلام نہ صرف باطنی لحاظ سے بلکہ ظاہری لحاظ سے بھی گر چکا ہے، وہ نہ غیر مسلموں کے نزدیک مقبول ہے نہ مسلمانوں کے نزدیک مقبول ہے، خدا تعالیٰ اپنی قبولیت اور اپنا دستِ محبت تمہاری طرف بڑھاتا ہے، وہ تمہیں اپنی محبت اور پیار کی بشارت دیتا ہے۔ پس تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کرو اور اپنے فرائض کو ادا کرو اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رحمتیں اور برکتیں تمہیں ملنی ہیں تم انہیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر لو۔ ایسا زمانہ بہت کم آتا ہے اور مبارک ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایسے زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہی لوگ نحوست سے دور اور خدا تعالیٰ کی جنت کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ جو کہا ہے کہ اُس دن جنت قریب کر دی جائے گی3 اس کا بھی یہی مفہوم ہے کہ خدا تعالیٰ ایسی جماعت کھڑی کر دے گا جو دین کی خدمت کرے گی اور نہ صرف یہ کہ

اُسے اس خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں ملے گا، اُسے جھاڑیں پڑیں گی، اُسے گالیاں دی جائیں گی، دنیا اسے دھتکارے گی کہ وہ کیوں خدا تعالیٰ کی ہوگئی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے دین کی کیوں خدمت کررہی ہے۔ اِس لیے لازمی طور پر خدا تعالیٰ اُسے قبول کرے گا۔ پس تم اِن وقتوں کی قدر کرو اور اپنے لیے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرلو تا خدا تعالیٰ کے سامنے بھی تم سرخرو ہو جاؤ اور آئندہ نسلوں کے سامنے بھی تمہارا نام عزت سے لیا جائے۔"

(الفضل 3؍فروری 1953ء)

1: متی باب 6 آیت 11

2: بخاری کتاب الصَّوْم۔ باب فَضْل الصَّوْم

3: وَ اِذَ الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ (التکویر:14)